جلد ۱٦ احسان ۱۳۵۴ ہش شمارہ ٦
جون ۱۹۷۵ء

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آلِ عمران)

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

سالانہ بدل اشتراک
پاکستان آٹھ روپے
دیگر ممالک ایک پونڈ

فی پرچہ ہچھتر پیسے



★

تقریب شکرانہ علم انعامی اسلامیہ پارک لاہور منعقدہ 16 مارچ 1975

★

کرسیوں پر دائیں طرف سے: مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب ایم اے — مکرم چوہدری فتح محمد صاحب — مکرم ملک محمد عبداللہ صاحب — مکرم مرزا عبدالحق صاحب — مکرم مولانا ابو العطاء صاحب — مکرم چوہدری محمد اسداللہ خانصاحب — مکرم خان حبیب اللہ خانصاحب — مکرم ملک عبداللطیف صاحب ستکوہی — مکرم خواجہ محمد شریف صاحب

ایستادہ اگلی لائن دائیں طرف سے: مکرم چوہدری الطاف حسین صاحب — مکرم چوہدری محمد اسحاق صاحب — مکرم میجر ڈاکٹر عبدالحق صاحب محمد بشیر شاد صاحب — چوہدری نصیر احمد صاحب — مکرم میاں عبدالحکیم صاحب — میاں محمد رفیق صاحب

ایستادہ دوسری لائن دائیں طرف سے: مکرم رانا محمد خانصاحب — چوہدری عبدالوہاب صاحب — ملک منظور احمد صاحب — سعادت احمد صاحب — عبدالرحمن صاحب ملک مبشر احمد ستکوہی (طفل)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ انصار اللہ ربوہ

احسان ۱۳۵۴ ہش

جمادی الاوّل ۱۳۹۵ ہجری / جون ۱۹۷۵ء

ایڈیٹر
غلام باری سیف

قیمت سالانہ آٹھ روپے

فی پرچہ بچھتر پیسے

فہرست مضامین

پبلشر . . . . چوہدری احمد ابراہیم

مطبع . . . . ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت . . . . دفتر ماہنامہ انصار اللہ

دار الصدر جنوبی ربوہ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

جلد ۱۶ | ماھنامہ انصار اللہ ربوہ | شمارہ ۶

احسان ۱۳۵۴ہش

(۱)

جنگِ موتہ کی اسلامی فوج کے علمبردار جعفرؓ بن ابی طالب

حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی جعفر کا اسلام لانے والوں میں ۳۲ واں نمبر تھا۔ حضرت علیؓ سے دس سال بڑے تھے۔ صورت اور سیرت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے مشابہت رکھتے تھے۔ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں۔ ایک دن میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (فداہ امی وابی) کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا کہ میرے باپ میرے بھائی جعفر کے ساتھ سوار وہاں سے گزرے۔ حضور نے فرمایا چچا آیئے ہمارے ساتھ نماز میں شامل ہو جائیں۔ حضرت ابو طالب نے کہا مجھے نماز کی ہیئت پسند نہیں اور اپنے بیٹے جعفر کو کہا تم اُتر کر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز میں شامل ہو جاؤ۔ جعفر حضور کے ساتھ نماز میں شامل ہو گئے۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے تو حضرت جعفر سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اللہ تعالےٰ تجھے دو پر عطا کرے گا جن سے تو جنت میں پرواز کرتا پھرے گا (اکمال فی اسماء الرجال)

حضرت علیؓ کے بعد انہوں نے اسلام قبول کیا۔ حبشہ کی طرف ہجرت کرنے والوں کے یہ امیر تھے (طبقات ابن سعد) جب خیبر فتح ہوا تو حبشہ سے مدینہ پہونچے۔ حضور سے ملے۔ حضور نے گلے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا۔ چہرہ مبارک خوشی سے تمتما اٹھا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد اس زمین پر چلنے والوں میں سے کوئی جعفر سے افضل نہ تھا۔ حضرت علیؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مجھ سے پہلے نبیوں کو سات رفیق اور وزیر دیئے گئے۔ لیکن مجھے چودہ دیئے گئے۔ اور آپ نے

ان میں جعفر کو شمار کیا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے انہیں ابوالمساکین کا لقب دیا تھا یعنی مسکینوں کا باپ۔ حضور ابوہریرہ کہتے ہیں کہ جب بھوک ہمارا بُرا حال کرتی۔ تو پھر کسی آیت کے معنی پوچھنے کے لئے کسی کو تلاش کرتے۔ حضرت جعفر بہت سخی تھے۔ چنانچہ آپ ہمیں اپنے ساتھ لے جاتے۔ اپنے گھر میں کھانا کھلاتے۔ اگر گھر میں کھانے کو کچھ نہ ہوتا۔ تو اپنی شہد والی کپی پھاڑ کر دیتے۔ ہم اسے ہی چاٹ لیتے۔

(اسد الغابہ جلد اوّل مطبوعہ طہران ۲۸۶)

آٹھ ہجری بمطابق ۶۲۹ء میں بیزنطینیوں نے بحر لوط کے جنوب مشرق میں البقاء کے قریب موتہ میں مقابلہ کے لئے سر اٹھایا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلامی لشکر کو روانہ فرمایا۔ تو آپ نے حضرت زید بن حارثہ کو امیر لشکر بنایا۔ فرمایا اگر یہ شہید ہو جائیں تو لشکر کے امیر جعفر ہوں گے۔ اگر یہ بھی شہید ہو جائیں تو امیر عبداللہ بن رواحہ ہوں گے۔ چنانچہ حضرت زید نے جھنڈا اٹھایا۔ لڑائی میں آپ شہید ہو گئے تو اسلامی علم حضرت جعفر نے اپنے ہاتھوں میں لیا۔ آپ شقرا گھوڑے پر سوار تھے۔ گھمسان کا رن تھا۔ آپ نے اپنی تلوار سے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور گھوڑے سے کود کر پیدل لشکر کفار پر حملہ کیا۔ لڑائی میں دونوں ہاتھ کٹ گئے تو جھنڈے کو سینے سے لگالیا۔ آپ شہید ہو گئے تو جھنڈا حضرت عبداللہ بن رواحہ نے لے لیا۔ اس لڑائی میں حضرت ابن عمرؓ بھی شریک تھے۔ وہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت جعفر کے زخم گنے تو پچاس کے اوپر تیروں اور تلواروں کے زخم تھے۔ اور سبھی زخم سینہ کی جانب تھے۔ پشت پر کوئی زخم نہ تھا۔ (بخاری کتاب المغازی باب غزوہ موتہ من ارض الشام)

حضرت عبداللہؓ بن رواحہ نے بھی اسی طرح اسلامی جھنڈے کو بلند رکھا۔ ان کے بھی دونوں ہاتھ کٹ گئے۔ اور وہ شہید ہوئے۔ تو اب اسلامی جھنڈا سیف اللہ حضرت خالدؓ نے اپنے ہاتھ میں لیا۔ حضرت خالدؓ روایت کرتے ہیں کہ اس دن میں نے نو تلواریں لڑائی میں توڑیں۔ پھر ایک یمنی تلوار سے میں نے لشکر کفار کو تہس نہس کیا۔

اس بے مثال شہادت کی اطلاع اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول کو دی۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے دروازے کی روزن سے دیکھا کہ غم کے اثرات چہرہ پر ہویدا ہیں۔ حضور ان کی بیوی حضرت اسماءؓ بنت عمیس کے ہاں گئے وہ بیان کرتی ہیں۔ میں نے بچوں کو نہلا دھلا کر کپڑے پہنائے ہوئے تھے۔ آٹا گوندھ رہی تھی۔ حضور نے فرمایا۔ بچوں کو میرے پاس لاؤ۔ میں نے بچوں کو حضور کی خدمت میں پیش کیا۔ تو حضور ان سے پیار کرنے لگ گئے۔ میں نے دیکھا حضور کی آنکھیں آب دیدہ ہو گئیں۔ میں نے عرض کی میرے ماں باپ آپ پر قربان رونے کا کیا سبب ہے۔ کیا جعفر کی کوئی خبر آئی ہے۔ سرورِ دو عالم نے فرمایا ہاں۔ وہ آج شہید ہو گئے۔ حضرت اسماءؓ فرماتی ہیں کہ میری چیخیں نکل گئیں۔ عورتیں اکٹھی ہو گئیں حضور تشریف لے گئے۔ فرمایا جعفرؓ کے گھر والوں کا خیال رکھنا۔ حضورؐ کی لخت جگر حضرت فاطمہؓ نے چچا کی وفات کی خبر سنی تو روتی ہوئی تشریف لائیں۔ آپ فرماتی تھیں ہائے چچا۔ حضور نے فرمایا رونا ہو

تو ایسے آدمی پر (اسد الغابہ جلد اول ۲۵۹)

اس موقعہ پر حضورؐ سخت غمگین تھے۔ جبرائیل امین آئے اور کہا۔ اللہ نے جعفرؓ کو خون آلود پَر عطا فرمائے ہیں۔ جن سے وہ جنت میں پرواز کر رہے ہیں۔ حضرت ابن عمرؓ جب ان کے صاحبزادے کو دیکھتے تو فرماتے السلام علیک یا ابن الجناحین۔ اے دو پروں والوں کے بیٹے تم پر خدا کی سلامتی ہو اور رحمت ہو۔ اڑتالیس برس کی عمر میں اس جواں ہمت صحابی نے اسلامی جھنڈے کو بلند رکھتے ہوئے جان جہاں آفرین کے سپرد کر دی۔ کس قدر جوش ایمان اور جرأت تھی ان میں۔ گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور پیدل رن میں کود گئے۔ تیروں اور تلواروں سے جسم چھلنی ہو گیا۔ لیکن پشت نہ دکھائی۔ حضرت ابن عمر نے اپنی آنکھوں سے یہ سب کچھ دیکھا تھا۔ اس لئے جب ان کے بیٹے عبداللہ کو دیکھتے تو کہتے اے دو پروں والے کے بیٹے تجھ پر سلام۔

ہم چودہ سو سال بعد میں آنے جب اس واقعہ کو پڑھتے ہیں تو آنکھوں کے سامنے یہ نظارہ کھچ جاتا ہے ہم بھی سلام بھیجتے ہیں۔ اے ہمارے آقا کے عم زاد! خُلق اور خَلق میں مشابہہ جنت میں پرواز کرنے والے تو نے اسلامی جھنڈے کو ہر حالت میں بلند رکھا تو نے کوئی زخم پشت پر نہ کھایا۔ اے مہاجرین حبشہ کے امیر! موتہ میں اسلامی فوجوں کے علمبردار! تجھ پر خدا کی ہزار سلامتیں ہوں۔ تو نے اسلامی جھنڈے کو تھاما تو اسے زمین پر نہ گرنے دیا۔ بازو کٹوا دیئے۔ سینہ چھلنی ہو گیا۔ لیکن جھنڈا بلند رہا۔

اے الٰہ العالمین اسلامی جھنڈا اٹھانے والے ہر ایک کو جعفر کا حوصلہ، جرأت، ایمان عطا کرتا تا اسلامی جھنڈا کبھی سرنگوں نہ ہو۔

(۲)

اللہ میرے پیارے اللہ

آج سے چودہ سو سال پہلے ہمارے آقائے نامدار۔ سرور کونین۔ فخر موجودات کا جب دم واپس آیا تو آپ کا ہاتھ آسمان کی طرف تھا۔ اور زبان پر یہ جاری تھا۔ اللّٰھُمَّ بالرفیق الاعلیٰ۔ اللّٰھُمَّ بالرفیق الاعلیٰ۔ اے اللہ اے بلند و برتر ساتھی۔ اے اللہ اے بلند و برتر ساتھی۔ یہ کہتے کہتے میرے آقا اس دنیائے فانی سے عالم جاودانی کو رحلت فرما گئے۔ آج سے ساٹھ سال قبل ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو صبح دس بجے اس مدنی آقا کے ایک غلام۔ خدا کے پیارے نے اس طرح اس جہان سے آنکھیں بند کیں کہ زبان پر یہ فقرہ جاری تھا "اللہ میرے پیارے اللہ"

اللہ تعالیٰ آپ کو یہ خبر دے چکا تھا کہ الرحیل ثم الرحیل۔ کوچ کا وقت قریب ہے۔ کوچ کا وقت نزدیک ہے۔ آپ فرما چکے تھے۔ ۲۶ کو ہمارے متعلق کوئی واقعہ ہوگا۔ جب خدا کی یہ تقدیر پوری ہوئی۔ تو آپ کے عُشاق غم کے سمندر میں ڈوب گئے۔ ان کی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ وہ کہتے تھے اب کیا ہوگا؟ وہ تو مہبطِ انوارِ الٰہیہ تھے۔ اپنے تو اپنے بیگانوں نے ان کی وفات پر کہا۔ اس کا قلم سحر تھا۔ اس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی۔ اس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے۔ وہ شورِ قیامت تھا جس سے خفتگانِ خوابِ ہستی بیدار ہوتے تھے۔ انہوں نے کہا:

"آئندہ امید نہیں ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو" (اخبار وکیل امرتسر)

بے شک ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو ان کا یہ مادی جسم ہم میں نہ رہا، لیکن ان کی راہ نمائی باقی ہے۔ ان کی نیم شبی دعاؤں کا ذخیرہ آسمان پر باقی تھا۔ اور ہے وہ ہماری نظروں سے اوجھل ہوئے تو حسب وعدہ آپ کے مشن کی تکمیل کے لئے قدرت ثانیہ جماعت کو عطا ہوئی۔ آپ نے فرمایا تھا اس کا آنا تمہارے لئے برکت کا باعث ہوگا اور جب تک میں نہ جاؤں گا وہ نہ آئے گی۔

انزالِ رحمت کا دوسرا طریق آپ کی جانشینی کے لئے جماعت کو عطا ہوا۔ ستائیس مئی کو آپ کے نہایت پیارے صحابی اتقٰنا اخشٰنا اعلمنا سب سے متقی، سب سے زیادہ خشیت رکھنے والے اور سب سے بڑے عالم کے ہاتھ پر پھر جماعت اکٹھی ہوگئی۔ اور فدائیانِ اسلام کا یہ قافلہ پھر اپنی منزل کی طرف بڑھنے لگا۔

آپ نے اپنی کتاب شہادت القرآن میں خلافت کا فلسفہ بیان فرمایا ہے کہ کسی انسان کے لئے بقا نہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ماموریں کی برکتوں کو لمبا کرنے کے لئے خلافت کا سلسلہ جاری کرتا ہے۔ سو الحمد للہ صادق و مصدوق کی پیشگوئی کے مطابق جماعت کا ایک امام ہے۔ جماعت ایک ہاتھ پر جمع ہے۔ خلیفہ سے جماعت کا تعلق ہمیشہ عشق و محبت اور فدائیت کا تعلق رہا۔ خلیفہ جماعت کا دل ہے جس کے دھڑکنے سے جسدِ جماعت کی نبض پھڑکتی ہے۔ وہ روحِ جماعت ہے وہ جانِ جماعت ہے۔ اس کی ایک جھلک مومنوں کے چہروں پر انبساط کی لہر دوڑا دیتی ہے اس کے ہر لفظ پر جماعت سمعنا و اطعنا کہتی ہے۔ اس کا اور جماعت کا ایک وجود ہے۔

یہ محض خدا کا فضل ہے کہ آج انتشار کے دور میں اللہ تعالیٰ نے جماعت کو ایک لڑی میں پرو رکھا ہے۔ قدرتِ ثانیہ ہمیں عطا ہے۔ اور خدا کا قرآن میں وعدہ ہے۔ جب تک ہم اعمالِ صالحہ بجالاتے رہیں گے۔ ہمیں یہ خدائی انعام ملتا رہے گا۔

احقر نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعودؓ کے وصال کو دیکھا۔ غم و اندوہ میں ڈوبے ہوئے چہرے بھی دیکھے۔ جب خلافتِ ثالثہ کا انتخاب مسجد مبارک میں ہو رہا تھا۔ مسجد مبارک کے باہر نفل ادا کرتے ہوئے مخلصین کو بھی

دیکھا اور جب مسجد مبارک کے لاؤڈ سپیکر پر خلافتِ ثالثہ کے انتخاب کا اعلان ہوا۔ تو مسجد کی طرف سے انسانوں کا امڈا ہوا سیلاب بھی اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اب بھی آنکھوں میں آنسو تھے۔ لیکن اب غموں کے آنسوؤں کے ساتھ خوشی کے آنسو بھی تھے۔ تب مَیں نے تکبیر کے نعرے بھی سنے۔ مومنوں کے دلوں میں پھر سکینت نازل ہوئی۔ غم واندوہ میں ڈوبے ہوؤں کو سہارا ملا۔ خدا نے پھر ایک بار دوسری قدرت کا ہاتھ بلند کیا۔ اور ڈوبتے ہوئے دلوں کو تھام لیا۔ جماعت نے پھر خلافت کی رسی کو مضبوطی سے تھام لیا۔

ستائیس مئی کا دن ہمیں یہ یاد دلاتا ہے کہ ہم ایک ہاتھ پر جمع ہو گئے تو خدا تعالیٰ کے وعدے ہمیں ملتے رہے۔ پس اس عروۃ وثقیٰ کو تھامے رکھنا۔ اتحاد و اتفاق قائم رکھنا۔ خلافت خدا کی رحمت کے ہاتھ کو تھامے رکھنا۔ اعمال صالحہ بجالاتے رہنا۔ ایک رہنا اور نیک رہنا۔ خدائی وعدوں پہ ایمان رکھنا اسلامی تعلیم سے سبق حاصل کرنا۔ قدرتِ ثانیہ کے ساتھ رہنا۔ خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ ارشاد ہے صادق و مصدوق کا یداللہ علی الجماعۃ۔ جماعت پر خدا کا ہاتھ ہوگا۔

(۳)

ربّ النّاس اِذھب الباس

تقریباً دو ماہ سے ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کمزور چلی آ رہی ہے۔ اور ہم آپ کے ارشادات، خطبات اور زیارت سے محروم ہیں۔ شافیٔ مطلق اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ وہ باحیا سخی ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ اس کا بندہ جب اس کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہے تو اسے شرم آتی ہے کہ اس کے ہاتھوں کو خالی لوٹائے۔ آئیے ہم اس کے آگے ہاتھ پھیلائیں۔ اس سے مانگیں۔ اس کے سامنے جھکیں۔ کہ اے قادر، اے شافی خدا، ہمارے پیارے امام کو شفائے کامل و عاجل عطا فرما۔

تجھے سب زور و قدرت ہے خدایا

(۴)

جب گزر جائیں گے

مئی میں ڈاکٹر محمد عبداللہ صاحب امیر جماعت احمدیہ سانگھڑ ۹۲ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ اپریل میں جامعہ احمدیہ کے طلباء کے ساتھ سانگھڑ کے ماحول میں مختلف جماعتوں

میں جانے کا اتفاق ہوا تو طلباء ان سے ملنے ان کے مکان پر بھی گئے۔ آپ نے طلباء کو قیمتی نصائح فرمائیں۔ جب بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کوئی صحابی اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ تو صحابہ کی فدائیت دین سے محبت۔ نمازوں کی پابندی، گداز طبیعت یاد آتی ہے۔ اور پھر اپنا موازنہ اور محاسبہ کرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ حق یہ ہے کہ ہر وہ شخص جس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا اس میں ایک مسیحائی آ گئی تھی۔ جنہوں نے حضرت مولانا شیر علی صاحب۔ مولانا سرور شاہ صاحب۔ حضرت میر محمد اسمٰعیل صاحب۔ حضرت میر محمد اسحاق صاحب۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب۔ شیخ یعقوب علی صاحب۔ مولانا غلام نبی صاحب مصری جیسے بزرگوں کو دیکھا ہے اس کا دل محسوس کرتا ہے کہ وہ احمدیت کی چلتی پھرتی تصویریں تھیں وہ احمدیت اور بانیٔ سلسلہ کی صداقت کا ایک نشان تھے۔ اب یہ نشان کم ہوتے جا رہے ہیں بلکہ خال خال کہیں نظر آتے ہیں۔ یہ سماء احمدیت کے روشن ستارے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل اور کپورتھلہ کے احباب حضرت منشی ظفر احمد صاحب۔ حضرت منشی روڑے خان صاحب اور محمد خان صاحب کا واقعہ ہے۔ حضور بذریعہ تار دہلی انہیں بلاتے ہیں۔ یہ تار پڑھتے ہی دہلی روانہ ہو جاتے ہیں نہ یہ دیکھتے ہیں کہ جیب میں کرایہ بھی ہے یا نہیں۔ راستہ کا ضروری سامان بھی نہ لیا۔ کہ حضور نے جو فرمایا تھا کہ "جلد چلے آؤ" تو اب گھر کیوں جائیں۔ عشق کا یہ انداز ہے۔ مولانا برہان الدین صاحب جہلمی کا رنگ عشق و محبت اور محاسبہ کا رنگ تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے عرض کیا۔ حضور خدا کے مامور کا زمانہ بھی ملا۔ لیکن برہان الدین چند کا چند ہی رہا اور یہ کہہ کہہ کر زار زار رونے لگ گئے۔ یہ طائر لاہوتی تھے۔ زمینی پستیوں سے بہت بلند ہو چکے تھے۔ مخالف سر میں خاک میں ڈالتے ہیں تو سر اٹھا کر کہتے ہیں: "پا اے مائیں ہو رہا" منہ میں گوبر ڈالا جاتا ہے تو جبہ نشین عالم کہتا ہے "واہ او برہانیا ایہہ قسمت کتھوں سی"۔ حضرت مسیح موعودؑ جہلم تشریف لے جاتے ہیں۔ تو سواری کے سامنے یہ متشرع عالم رقص کرتے جاتے ہیں۔ اللہ اللہ کیا عشق اور وارفتگی ہے۔ حضرت مولانا سرور شاہ صاحب نماز باجماعت کے اتنے پابند تھے کہ آخری ایام میں مسجد میں بے ہوش ہو جاتے۔ لیکن نماز آپ مسجد میں ہی ادا فرماتے۔ حضرت مولوی غلام نبی صاحب مصری ہر وقت آپ کی زبان ذکرِ الٰہی سے تر رہتی۔ حضرت منشی روڑے خان صاحب کپورتھلہ سے چلتے سیدھے دار مسیح موعودؑ پر آتے۔ حضور کو باہر بلا کر زیارت کرتے اور وہیں سے واپس ہو جاتے۔ اور یہ شعر پڑھتے ؎

ذات پاکت بس است یار یکے ؛ دل یکے جاں یکے نگار یکے

تیری ذات پاک کا ہمارے لئے دوست ہونا کافی ہے۔ یار ایک ہے، دل ایک ہے اس لئے محبوب بھی ایک ہے۔

یہ ایک جھلک ہے ان بزرگوں کی جنہوں نے مسیح پاک کے ہاتھ میں ہاتھ دیا تھا۔ اب احمدیت کی امانت جن ہاتھوں میں آرہی ہے انہیں مخاطب ہو کر حضرت مصلح موعودؓ نے کہا تھا ؎

جب گزر جائیں گے ہم تم پہ پڑے گا سب بار ؛ سستیاں ترک کرو طالب آرام نہ ہو

انصار اللہ کے بزرگو! اس بابرکت دور کو لمبا کرنا ہے تو اپنی اولادوں میں یہی رنگ پیدا کریں۔

پہرہ بدل رہا ہے

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدِ الْخُدْرِیِّ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَاتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَیَقُوْلُوْنَ هَلْ فِیْکُمْ مَنْ صَاحَبَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یَاتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَیُقَالُ هَلْ فِیْکُمْ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَهُمْ ثُمَّ یَاتِیْ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ فَیَغْزُوْ فِئَامٌ مِنَ النَّاسِ فَیُقَالُ هَلْ فِیْکُمْ مَنْ صَاحَبَ مَنْ صَاحَبَ اَصْحَابَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَیَقُوْلُوْنَ نَعَمْ فَیُفْتَحُ لَهُمْ (مشکوٰۃ باب مناقب الصحابۃ)

ترجمہ:۔ حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ لوگوں پر ایک زمانہ آئے گا وہ مختلف گروہوں سے لڑیں گے تو کہا جائے گا کہ کیا تم میں کوئی ایسا شخص ہے جسے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی ہو تو جواب ملے گا ہاں تو ان کو انکی برکت سے فتح نصیب ہوگی۔ پھر ایک زمانہ آئے گا کہ ان کو جنگ کرنا پڑے گی تو کہیں گے کہ کیا تم میں کوئی ایسا آدمی ہے۔ جس نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا زمانہ پایا ہو یعنی وہ تابعی ہو۔ کہا جائے گا ہاں ہے۔ پھر انکی برکت سے انہیں فتح نصیب ہوگی۔ پھر ایک زمانہ ایسا آئے گا کہ انہیں جنگ سے واسطہ پڑے گا۔ پھر وہ کہیں گے کیا اب کوئی ایسا آدمی ہے جس نے تابعین کو دیکھا ہو۔ یعنی انکو دیکھا ہو جنہوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کو دیکھا ہو تو کہا جائے گا ہاں۔ پھر انکی برکت سے انکو فتح نصیب ہوگی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ برکتوں والے لوگ تھے وہ آسمان اسلام کے ستارے تھے۔ اپنے فرائض ادا کرکے وہ ایک ایک کرکے خدا کو پیارے ہو گئے۔ تو برکتوں کا ایک دور گزر گیا۔ پھر ان کے جانشین تابعین آئے۔ جیسے عمر بن عبدالعزیز ابن شہاب زہری ان کا دور بھی برکتوں والا تھا۔ یہ اسلام کے پاسبان تھے۔ اپنی دعاؤں اور قربانیوں سے اللہ کی رحمت کو امت کے لئے جذب کرتے رہے۔ پھر تبع تابعین کا دور آیا۔ پہرہ بدلتا رہا۔ مگر اسلام کے محافظ سینہ تان کر اسلام کی حفاظت کے لئے آگے آتے رہے کسی بشر کے لئے اس دنیا میں بقا نہیں۔ یہ گھڑی ہے بدلتی ہے خوش نصیب ہے وہ قوم جس کے افراد اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے ان برکتوں کو سموتے رہتے ہیں جو ان کے اسلاف نے اللہ کے فضل سے اور اپنی مساعی سے جذب کیں۔

- ملفوظات امام الزمان علیہ السّلام -

ملائکہ کا انکار انسان کو دہریہ بنا دیتا ہے (المسیح الموعود)

(۱) اٰمنتُ باللّٰہ وملٰئکتہٖ وکتبہٖ ورسلہٖ والبعث بعد الموت (ازالہ اوہام)

ترجمہ:- میں اللہ پر فرشتوں پر، کتابوں پر، رسولوں پر اور بعث بعد الموت پر ایمان رکھتا ہوں۔

(۲) "ملائکہ کا انکار انسان کو دہریہ بنا دیتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۳۰۹-۳۱۰)

(۳) "اِنْ کُلُّ نَفْسٍ لَّمَّا عَلَیْھَا حَافِظٌ جس کے یہ معنے ہیں کہ ہر ایک نفس پر ایک فرشتہ نگہبان ہے۔ یہ صاف دلالت کر رہی ہے کہ جیسا کہ انسان کے ظاہر وجود کے لئے فرشتہ مقرر ہے جو اس سے جدا نہیں ہوتا ویسا ہی اس کے باطن کی حفاظت کے لئے بھی مقرر ہے جو باطن کو شیطان سے روکتا ہے اور گمراہی کی ظلمت سے بچاتا ہے۔ اور وہ روح القدس ہے جو خدا تعالےٰ کے خاص بندوں پر شیطان کا تسلط ہونے نہیں دیتا۔ اور اس کی طرف یہ آیت بھی اشارہ کرتی ہے۔ اِنَّ عِبَادِیْ لَیْسَ لَکَ عَلَیْھِمْ سُلْطَانٌ۔"

(آئینہ کمالات اسلام صفحہ ۲۷ مطبوعہ وزیر ہند امرتسر)

(۴) "یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلامی شریعت کے رو سے خواص ملائک کا درجہ خواص بشر سے کچھ زیادہ نہیں۔ بلکہ خواص النّاس خواص الملائک سے افضل ہیں۔"

(توضیح المرام صفحہ ۴۹)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم عربی کلام

إِنَّا نُطِيْعُ مُحَمَّدًا خَيْرَ الْوَرٰى

(ہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں۔)

نَخْتَارُ آثَارَ النَّبِيِّ وَ أَمْرَهُ ۔۔۔ نَقْفُوْ كِتَابَ اللهِ لَا الْآرَاءِ

ہم نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے آثار اور حکم کی پیروی کرتے ہیں ۔۔۔ ہم اللہ کی کتاب کی پیروی کرتے ہیں نہ کہ کسی کی رائے کی۔

إِنَّا نُطِيْعُ مُحَمَّدًا خَيْرَ الْوَرٰى ۔۔۔ نُوْرَ الْمُهَيْمِنِ دَافِعَ الظُّلَمَاءِ

ہم محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہیں جو مخلوق میں سے سب سے افضل ہیں جو خدا کا نور ہے اور اندھیروں کو دور کرنے والا ہے۔

مِتْنَا بِمَوْتٍ لَا يَرَاهُ عَدُوُّنَا ۔۔۔ بَعُدَتْ جَنَازَتُنَا مِنَ الْأَحْيَاءِ

ہم ایک ایسی موت سے مر گئے ہیں کہ ہمارا دشمن اس کی حقیقت نہیں جانتا۔ ہمارا جنازہ زندوں سے دور پڑا ہوا ہے۔

إِنَّ الْمُهَيْمِنَ لَا يُحِبُّ تَكَبُّرًا ۔۔۔ مِنْ خَلْقِهِ الضُّعَفَاءِ دُوْدِ فَنَاءِ

خدا تعالےٰ اپنی مخلوق سے کہ وہ ضعیف اور کمزور کیڑے کی مانند ہے تکبر پسند نہیں کرتا۔

إِنَّ الْمُقَرَّبَ لَا يُضَاعُ بِفِتْنَةٍ ۔۔۔ وَالْأَجْرُ يُكْتَبُ عِنْدَ كُلِّ بَلَاءِ

جو شخص مقرب بارگاہ احدیت ہوتا ہے۔ کوئی آزمائش اس کو ضائع نہیں کرتی بلکہ ہر مصیبت کے وقت اسکے اجر لکھا جاتا ہے،

لَمَّا رَأَيْتُ كَمَالَ لُطْفِ مُهَيْمِنِيْ ۔۔۔ ذَهَبَ الْبَلَاءُ فَمَا أُحِسُّ بَلَائِيْ

جس وقت میں نے اپنے خدا کا کمال لطف دیکھا۔ تو مصیبت دور ہوگئی اور مجھے کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی

آذَوْا وَفِيْ سُبُلِ الْمُهَيْمِنِ لَا نَرٰى ۔۔۔ شَيْئًا أَلَذَّ لَنَا مِنَ الْإِيْذَاءِ

انہوں نے اذیت دی اور راہ خدا میں کوئی چیز تکلیفوں سے زیادہ ہمارے لئے لذیذ نہیں۔

إِنَّ الْمُهَيْمِنَ لَا يُعِزُّ بِنَخْوَةٍ ۔۔۔ إِنْ رُمْتَ دَرَجَاتٍ فَكُنْ كَعَفَاءِ

خدا تعالےٰ تکبر والے کو عزت نہیں دیتا۔ اگر تو درجے چاہتا ہے تو خاک کی طرح ہو جا۔

إِنَّا نُرِيْدُ اللهَ رَاحَةَ رُوْحِنَا ۔۔۔ لَا سُؤْدُدًا وَ رِيَاسَةً وَّ عَلَاءِ

ہمارا مقصود و مطلوب خدا ہے جو ہماری روح کا آرام ہے۔ سرداری بلندی اور ریاست کے ہم طلبگار نہیں

مَنْ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ كَانَ مُكَرَّمًا ۔۔۔ لَا زَالَ أَهْلَ الْمَجْدِ وَالْآلَاءِ

جو خدا کا ہو جاتا ہے بزرگی پاتا ہے۔ بزرگی اور نعمتوں والا ہمیشہ رہتا ہے۔ اسے زوال نہیں

(انجام آتھم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم فارسی کلام

کہ خفیہ داشتنِ عشقِ تو زِ غدّاری است

تیرے عشق کا مخفی رکھنا بھی ایک غدّاری ہے۔

محبتِ تو دوائے ہزار بیماری است
تیری محبت ہزار بیماریوں کی دوا ہے۔
پناہِ روئے تو جُستن نہ طورِ مستاں است
تیری پناہ ڈھونڈنا دیوانوں کا طریقہ نہیں ہے۔
متاعِ مہرِ رُخِ تو نہاں نخواہم داشت
میں تیری محبت کی دولت کو ہرگز نہیں چھپاؤں گا۔
ہمہ آں سرم کہ سر و جاں فدائے تو بکنم
میں تیار ہوں کہ جان و دل تجھ پر قربان کر دوں۔
ہاں خداوندِ کریم و دلبر و محبوبِ من
ہاں اے خدائے کریم تو ہی میرا معشوق و محبوب ہے۔
صبر کردیم از عنایاتش بریں صد ضربِ وقت

بروئے تو کہ رہائی دریں گرفتاری است
تیرے منہ کی قسم اس گرفتاری میں ہی اصل آزادی ہے
کہ آمدن بہ پناہت کمالِ ہشیاری است
جو تیری پناہ میں آنا ہی تو کمال درجہ کی عقلمندی ہے
کہ خفیہ داشتنِ عشقِ تو زِ غدّاری است
کہ تیرے عشق کا مخفی رکھنا بھی ایک غدّاری ہے
کہ جاں بیار سپردن حقیقتِ یاری است
کیونکہ جان کو یار کے سپرد کر دینا ہی اصل دوستی ہے
دادو ہردم مے دہد تسکیں مرا چوں غمگسار
ایک ہمدرد کی طرح ہمیشہ مجھے تسلی دی اور دیتا رہتا ہے۔
سرمہ در چشمے نیاید تا نہ گردد غبار

اس کی مہربانی کی وجہ سے ہم نے سینکڑوں تکالیف اور مصائب پر صبر کیا کیونکہ سرمہ اس وقت تک آنکھ کے قابل نہیں ہوتا جب تک غبار کی طرح باریک نہ ہو۔

گر خردمندی برو کن فکرِ نفسِ خود نخست
اگر تو عقلمند ہے تو جا اور پہلے اپنی جان کی فکر کر
نے نہ فردوسم حکایت کن نہ از آلامِ نار
مجھ سے تُو نہ تو جنّت کا ذکر کر اور نہ دوزخ کی تکلیف کا
اندراں وقتیکہ یاد آید مہمِ دیں مرا
جس وقت مجھے دین کی مہم یاد آتی ہے۔

لافِ ایماں خود چہ چیزے نورِ ایماں را بیار
ایمان کا دعوے کچھ چیز نہیں۔ نورِ ایمان کو لا۔
کز غمِ دینِ محمدؐ مے زیم شوریدہ دار
کیونکہ میں تو محمدؐ کے دین کے غم میں دیوانوں کی سی زندگی بسر کرتا ہوں
پس فراموشم شود ہر عیش و رنج و ہر دو دار
تو دونوں جہانوں کی خوشیاں اور غم مجھے بھول جاتے ہیں۔

([illegible])

آنحضرتؐ کی سیرۃ کا ایک ورق

محبوبِ خُدا کا جذبۂ سخاوت

سخاوت ایک اعلیٰ درجہ کا وصف ہے جو انسانیت کی زینت ہے۔ اس کے بالمقابل بخل ہے جو سخاوت کی ضد ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مشہور صحابی حضرت ابوہریرہ رضؓ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سخی شخص اللہ کے قریب ہے، جنت کے قریب ہے لوگوں کے قریب ہے اور آگ سے دُور ہے۔ لیکن بخیل اللہ سے دور، جنت سے دُور، لوگوں سے دور لیکن جہنم کے قریب ہے۔ اور فرمایا جاہل سخی اللہ کو عابد بخیل سے زیادہ محبوب ہے۔

حضرت عائشہ رضؓ کی بہن اسماءؓ نے جو حضور کی نسبتی بہن تھیں، پوچھا یا رسول اللہ میرے پاس تو وہی ہوتا ہے جو میرے خاوند زبیرؓ کما کر لاتے ہیں۔ کیا میں اس سے اللہ کی راہ میں خرچ کروں۔ حضور نے فرمایا ہاں خرچ کرو۔ اور دیکھو تم گرہ نہ دو ورنہ اللہ بھی تمہارے لئے گرہ دے گا۔

ابوامامہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضور نے فرمایا اے ابن آدم جو زائد ہے خرچ کر دے۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ اگر تو اسے روک رکھے گا تو یہ تیرے لئے بُرا ہے۔ ہاں اتنا رکھ جتنا تیرے گزارہ کے لئے ضروری ہے۔ اور تیری فیاضی کی ابتداء تیرے اہلِ خانہ سے ہونی چاہئیے۔ اور یاد رکھ دینے والا ہاتھ لینے والے ہاتھ سے بہتر ہے۔

مشہور یہودی عالم حضرت عبداللہ بن سلام جو بعد میں مسلمان ہو گئے تھے کہتے ہیں کہ حضور نے مدینہ میں تشریف آوری کے بعد سب سے پہلا جو کلام فرمایا وہ یہ تھا کہ لوگو سلام کثرت سے کرو اور لوگوں کو کھانا کھلاؤ۔

خود حضور کی فیاضی کی کیفیت کیا تھی۔ حضور کے خادم جو حضور کے گھر میں ہی پروان چڑھے بیان کرتے ہیں کہ حضورؐ تمام لوگوں سے زیادہ سخی تھے۔ اور آپ کی سخاوت رمضان میں تیز آندھی سے بھی زیادہ پُرجوش ہوتی۔ اور یہ فرماتے ہیں کہ حضور گھر میں کچھ ذخیرہ نہ رکھتے۔ جو آتا اسے تقسیم فرما دیتے۔

حضرت عمر فاروقؓ روایت فرماتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک آدمی آیا اور اس نے حضور سے کچھ عطا چاہی حضور نے اسے کچھ دیا اور فرمایا باقی میرے ذمہ تمہارا قرض رہا۔ جب بھی اللہ کی طرف سے کچھ آیا میں تمہیں مزید دوں گا۔ اس پر حضرت عمرؓ نے عرض کی اے رسولِ خدا آپ نے جو موجود تھا اسے دے دیا۔ اللہ نے آپؐ

کی طاقت سے بڑھ کر تو آپ کو مکلف نہیں کیا۔ حضور کو یہ بات ناگوار خاطر ہوئی۔ جب صحابہؓ نے یہ دیکھا تو ایک انصاری صحابی نے کہا۔ اے رسول خدا خرچ کیجئے۔ خدائے ذوالعرش کے خزانے کھلے ہیں۔ آپؐ تنگی کا خوف نہ کریں۔ انصاری سے یہ سنا تو حضور کا چہرہ مبارک کھل گیا۔ اور فرمایا ہاں مجھے اسی کا حکم دیا گیا ہے۔

وہ جس کے خزانے نہ ختم ہونے والے ہیں اس کے محبوب بندوں کے ہاتھ بھی ساون بھادوں کے بادل کی مانند برستے ہیں۔ نہ ان کا دل تنگ ہوتا ہے نہ وہ اپنا ہاتھ سکیڑتے ہیں۔

آپؐ کی محبوب بیوی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔ حضور کو اگر کوئی تحفہ دیتا تو آپ اس کا بدلہ ضرور دیتے۔ کیوں نہ دیتے آپ خدائے رحمٰن و رحیم کے مظہر تھے۔ جو محنت کا بدلہ بھی دیتا ہے اور بغیر مانگے بھی دیتا ہے۔

حضرت موسٰیؒ اپنے باپ انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور سے جو مانگتا اسے دیتے۔ ایک بار ایک آدمی آیا اس نے آپ سے سوال کیا۔ آپ نے اسے بھیڑ بکریوں کا اتنا بڑا ریوڑ دیا کہ جس سے پہاڑ کی وادی بھر جائے۔ وہ واپس اپنی قوم میں گیا۔ اور کہنے لگا لوگو مسلمان ہو جاؤ خدا کی قسم محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) تو اس طرح دیتا ہے کہ اسے کسی تنگی یا محتاجی کا ڈر نہ ہو۔ اس حدیث میں ہے کہ جنگ حنین کے دن آپ نے صفوان کو سو اونٹ دیئے۔ پھر سو اور دیئے۔ پھر مزید سو دیئے۔ تین سو اونٹ دیئے۔ اندازہ کیجئے ۳۰۰ اونٹ کی قیمت کیا ہوگی۔ صفوان کہتے ہیں۔ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) سے مجھے سب لوگوں سے زیادہ نفرت تھی لیکن اس کے عطایا نے میرے بغض کو محبت سے بدل دیا۔

آپ کی اس سیر چشمی اور سخاوت کا یہ نتیجہ تھا کہ آپ کے قدموں میں ڈھیروں ڈھیر مال آیا۔ لیکن آپؐ نے اسے جمع نہیں کیا۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ جویریہؓ کے بھائی عمروؓ بن الحارث بیان کرتے ہیں کہ وفات کے وقت حضور کا ترکہ صرف آپ کے ہتھیار اور سواری کی خچر تھی یا زمین جو ٹرسٹ کی شکل میں تھی جو کچھ خدا نے آپؐ کو دیا۔ آپؐ نے راہ خداوندی میں خدا کی مخلوق میں اسے تقسیم کر دیا۔ وہ خدا کی رحمت لے کر دنیا میں آئے تھے۔ اور یہ رحمت وہ ۶۳ سال تک ایک امین کی طرح ہر طرف بکھیرتے رہے۔ وہ بے داغ امن دنیا میں آئے تھے اور جب ان کی وفات کا وقت آیا تو ان کا دامن بے عیب اور بے داغ تھا۔ اسے جو کچھ خدا نے دیا دنیوی سامان تھا یا اخروی نعمت۔ اس نے دونوں ہاتھوں سے وہ بندوں میں لٹائی اور جب وہ دنیا سے رخصت ہو گئے تو ان کے جانشینوں یعنی خلفاء نے بھی ان کی اسی سنت پر عمل کیا۔

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّکَ دَائِمًا
فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا وَ بَعْثٍ ثَانٍ

میدانِ جنگ میں

حضرت علیؓ اور حضرت حسینؓ کا طرزِ عمل

سیدنا حضرت علی رضی اللہ عنہ خلیفہ برحق اور راشد خلیفہ تھے۔ خلافتِ راشدہ کے بارہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پیشگوئی فرمائی تھی اور حضرت علیؓ ان راشد خلفاء میں سے ہیں جن کے نقشِ قدم پر چلنے کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حدیث میں ارشاد فرمایا ہے۔ فرمایا علیکم بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین المھدیین۔

معاویہ نے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد خلافت راشدہ سے بغاوت کی۔ حضرت علیؓ کے خلاف خروج کیا۔ صفین کے مقام پر دونوں فوجوں کا آمنا سامنا ہوا۔ معاویہ کی فوجوں نے پانی پر قبضہ کر لیا اور حضرت علیؓ کی فوجوں کو پانی لینے سے منع کردیا۔ یہاں تک کہ لشکری پانی نہ ملنے سے جاں بلب ہوگئے۔ لیکن جب حضرت علی کی فوجوں کا پانی پر قبضہ ہوگیا۔ تو آپ نے فرمایا معاویہ کی فوجوں کو پانی لینے سے نہ روکا جائے۔ عمر ابو النصر اپنی مشہور کتاب الحسین میں لکھتے ہیں۔

ھذا ھو الامام الذی ابت رأفتہ وابی دینہ ان یمنع اھل الشام من الماء کما منعوہ أثناء منازلتھم حتی کاد یھلک جندہ عطشاً والذی منع شیعتہ وانصارہ من شتم معاویۃ ..... کرھت ان تکونوا شتامین لعانین (الحسین صفحہ ۲۲۱)

یہ وہ عظیم امام ہیں جن کی شفقت اور دین نے شامیوں کو پانی لینے سے نہ روکا بلکہ شامیوں نے ان پر پانی بند کیا تھا اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ قریب تھا پیاس سے آپ کا لشکر ہلاک ہوجائے۔ اور آپ نے اپنے ساتھیوں اور مددگاروں کو معاویہ کو برا بھلا کہنے سے بھی منع کیا اور جب لشکریوں نے کہا کہ کیا ہم حق پر نہیں۔ تو آپ نے فرمایا میں ناپسند کرتا ہوں کہ تم گالیاں دینے والے اور لعن طعن کرنے والے بنو۔

اس کتاب میں عربی مصنف حضرت حسینؓ کی سیرت کے بارے میں لکھتا ہے۔

جب ابن زیاد نے حر بن یزید تمیمی یربوعی کو ایک ہزار کا لشکر دے کر حسین علیہ السلام کا راستہ روکنے کے لئے بھیجا اور دونوں لشکروں نے عراق کی سرحد شراف پر ڈیرے ڈال دیئے حضرت امام حسینؓ نے جبل ذی حسم کے دامن میں ڈیرے ڈالے چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں تھیں۔ موسم شدید گرم تھا۔ آپ کا قبضہ پانی پر تھا۔ حر کا لشکر پانی سے محروم تھا۔ لیکن شہید کربلا نے فرمایا

اسقوا القوم و رشفوا الخیل ترشیفاً (الحسین ص۱۰۱)

کہ ان کو پانی پلاؤ اور ان کے گھوڑوں کو بھی سیراب کرو۔

یہ تھا نمونہ خلیفہ راشد اور شہید کربلا کا، اس اہل بیت کا جنہوں نے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی آغوش میں تربیت پائی تھی۔ دکھ پہنچانے والوں کو سکھ پہنچانا یہ ہے اسلامی تعلیم۔ اگر ہم نے دنیا کو گرویدہ کرنا ہے تو ہمیں وہ اسلامی اخلاق دکھانے ہوں گے۔ جو ہمارے اسلاف نے دکھائے۔ ہمیں انسانیت کا شرف قائم کرنا ہوگا۔ ہمیں بے نفسی کا مظاہرہ کرنا ہوگا۔ یہ تاریخ کے وہ روشن صفحات ہیں۔ جو ہم آج بھی مخالفین اسلام کے سامنے رکھ کر انہیں اسلام کی خوبی کا قائل کرتے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ۲ر فروری ۱۹۰۰ء کو قادیان میں خطبہ عید الفطر میں فرمایا تھا۔

" اے میری جماعت سنو! اور یاد رکھو کہ خدا اس طرز عمل کو پسند نہیں فرماتا۔ تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو اور محض خدا کے لئے رکھتے ہو نیکی کرنے والوں کے ساتھ نیکی کرو اور بدی کرنے والوں کو معاف کرو۔" (روئداد جلسہ دعا ص۲۹)

ایڈیٹر کی ڈاک

مکرم و محترم بشیر احمد صاحب رفیق امام مسجد لنڈن لکھتے ہیں:۔

آج آپ کی ادارت میں چھپا ہوا انصار اللہ کا اپریل کا شمارہ ملا۔ بہت پسند آیا۔ خاص طور پر آپ کا مضمون جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے متعلق ہے۔ بہت عمدہ اور دلچسپ ہے ہم اس مضمون کو انشاء اللہ آئندہ ماہ کے "اخبار احمدیہ" میں شائع کریں گے۔

عبد الغفار صاحب ڈار سیٹلائیٹ ٹاؤن راولپنڈی لکھتے ہیں:۔

ماشاء اللہ گزشتہ کافی عرصہ سے ہمارا ماہنامہ پہلے سے بہت عمدہ اور معیاری ہو گیا ہے۔ اگر ایک اور صفحہ مجالس کی سرگرمیوں اور خبروں کے لئے وقف کیا جائے تو موزوں ہوگا۔

"بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار" (المسیح الموعود)

(مکرم نذیر احمد صاحب خادم)

محبوبِ خدا، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم انسانیت کے محسنِ اعظم، صفاتِ ذاتِ باری کے مظہرِ اتم اور رحمتِ مجسم ہیں۔ آپ وجہ تخلیقِ کائنات اور رونقِ بزمِ جہاں اور زینتِ کون و مکاں ہیں۔ حدیث قدسی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ۔ اے محمدؐ! اگر تیری پیدائش مقصود نہ ہوتی تو میں زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ لاریب اگر حضور محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پیدا نہ ہوتے تو نہ زمین ہوتی نہ آسمان، یہ چاند، سورج، ستارے۔ یہ پہاڑ، چشمے، دریا، یہ ندی، نالے، باغ گل و گلزار اور دلکش خوشکن نظارے اور تمام وہ نعمتیں جو دنیا میں حضرت انسان کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔ یہ سب کچھ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی فیضان و احسان ہے ؎

کیا شانِ احمدی کا چمن میں ظہور ہے
ہر گل میں ہر شجر میں محمدؐ کا نور ہے

جب یہ حقیقت ہے کہ خود انسان سمیت ارض و سما کی ہر چیز رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زیرِ بارِ احسان ہے اور حضور ہی کو اللہ تعالےٰ نے اپنے بعد تمام مخلوقات کا محسنِ اعظم بنایا ہے۔ تو ہم پر لازم ہے کہ ہم اپنے اس محسنِ اعظم کا شکریہ ادا کرتے رہیں جس کا ایک عملی طریق یہ ہے کہ ہم حضور پُر نور کے احسانات کو یاد کرکے دلی محبت کے ساتھ آپ پر درود و سلام بھیجتے رہیں۔ اور یہ وہ مبارک طریق ہے۔ جس میں خود خالقِ کائنات اور اس کے فرشتے بھی شامل ہیں اور مومن بندوں کو بھی خدا تعالےٰ نے اس بابرکت طریق کو اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ فرماتا ہے:۔

اِنَّ اللّٰهَ وَمَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ○ (احزاب ع)

کہ اللہ یقیناً اس نبی پر اپنی رحمت نازل کر رہا ہے اور اس کے فرشتے بھی (یقیناً اس کے لئے دعائیں کر رہے ہیں پس) اے مومنو تم بھی اس نبی پر درود بھیجو اور ان کے لئے دعائیں کرتے رہا کرو اور (خوب جوش و خروش سے) ان کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ اعظم حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام اپنی جماعت کو تاکید فرماتے ہیں کہ :-

" اس محسن نبیؐ پر درود بھیجو جو خدا و تد رحمٰن و منّان کی صفات کا مظہر ہے۔ کیونکہ احسان کا بدلہ احسان ہی ہے اور جس کے دل میں آپؐ کے احسانات کا احساس نہیں اس میں یا تو ایمان ہے نہیں اور یا پھر وہ اپنے ایمان کو خود تباہ کرنے کے درپے ہے۔" (اعجاز المسیح ص۲)

پھر آپؑ فرماتے ہیں :-

" امت کے سلام و صلوٰۃ برابر آنحضرتؐ کے حضور میں پہنچائے جاتے ہیں۔" (ازالۂ اوہام)

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

" جب کوئی مسلمان مجھ پر درود بھیجتا ہے تو اللہ تعالےٰ میری روح مجھ پر واپس کرتا ہے اور میں اس کے درود و سلام کا جواب دیتا ہوں۔"

ابو داؤد کی ایک حدیث میں ہے حضورؐ فرماتے ہیں :-

" یقیناً جمعہ کا دن تمہارے دنوں میں سے افضل ہے۔ اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو کیونکہ فَاِنَّ صَلٰوتَکُمْ مَعْرُوضَۃٌ عَلَیَّ یقیناً تمہارا درود و سلام میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔"

حضور رسولِ مقبول صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنا پوری امت اور خصوصاً حضور کے سچے متبعین کے لئے باعثِ رحمت اور موجب خیر و برکت ہے اور اس کی برکت سے مومنوں کے گناہوں کا کفارہ ہوتا ان کے لئے روحانی درجات بلند ہوتے اور انہیں نیکیوں کی زیادہ سے زیادہ توفیق ملتی ہے۔ حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

مَنْ صَلّٰی عَلَیَّ صَلٰوۃً وَّاحِدَۃً صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرَ صَلَوَاتٍ وَ حُطَّتْ عَنْہُ عَشْرُ خَطِیْئَاتٍ وَّ رُفِعَتْ لَہٗ عَشْرُ دَرَجَاتٍ (نسائی)

کہ جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجے گا اس کی دس بدیاں معاف کی جائیں گی اور اس کے دس درجات بلند کئے جائیں گے۔"

غلامِ محمد حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں :-

(۱) جو اللہ تعالےٰ کا فیض اور فضل حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو لازم ہے کہ وہ کثرت سے درود شریف پڑھے۔" (اخبار الحکم)

(۲) فرماتے ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ
صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ سَیِّدِ وُلْدِ اٰدَمَ وَخَاتَمِ النَّبِیّٖنَ
درود بھیج محمدؐ اور آل محمدؐ پر جو سردار ہے آدم کے بیٹوں کا اور خاتم الانبیاء ہے صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ۔ یہ اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ یہ سب مراتب اور تفضیلات اور عنایات اسی کے طفیل ہیں اور اس سے محبّت کا یہ صلہ ہے۔ سبحان اللہ! اس سرورِ کائنات کے حضرتِ احدیت میں کیا ہی اعلیٰ مراتب ہیں اور کس قسم کا قُرب ہے کہ اس کا محب خدا کا محبوب بن جاتا ہے اور اس کا خادم ایک دنیا کا مخدوم بن جاتا ہے۔ اس مقام پر مجھے یاد آیا کہ ایک رات اس عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان معطّر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آبِ زلال کی شکل میں نُور کی مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تُو نے محمّد کی طرف بھیجی ہیں۔ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ"۔
(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

مصطفیٰ پر تیرا بے حد ہو سلام اور رحمت
اس سے یہ نور لیا بارِ خدایا ہم نے

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کس محبّت سے دعا مانگتے ہیں کہ
"اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداءِ دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو" (اتمام الحجہ)

یَا رَبِّ صَلِّ عَلٰی نَبِیِّكَ دَائِمًا
فِیْ هٰذِهِ الدُّنْیَا وَبَعْثٍ ثَانِیْ

اللہ ہمیں اپنی اور اپنے حبیب محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت و اطاعت کی توفیق عطا فرمائے اور یہ سعادت بخشے کہ ہم ہمیشہ حضورؐ کے عظیم احسانوں کو یاد کر کے محبّت بھرے دل کے ساتھ حضورؐ پر کثرت سے درود بھیجتے رہیں۔

"پاک محمد مصطفیٰ نبیوں کا سردار
بھیج درود اس محسن پر تو دن میں سو سو بار"

مَیں جنّت کا ضامن ہوں (رحمۃ للعالمین)

(مکرم میاں عبدالقیوم صاحب ایم۔اے کوئٹہ)

اگر کوئی سوال کرے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے وہ کونسی روشنی عطا کی ہے اور کونسی ہدایت دی ہے جس سے راہِ سلوک میں آسانی پیدا ہوا اور انسان اس دنیا کی آگ اور اگلے عالم کی آگ سے محفوظ رہے۔ تو اس وقت ان ہزاروں راستوں میں سے صرف ایک راستہ کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ صحابہ کی مجلس میں تشریف فرما تھے کہ آپ کی روح اللہ تعالےٰ کی رحمت کا ایک عظیم نسخہ لے کر صحابہ سے یوں گویا ہوئی کہ لوگو تم مجھے صرف دو چیزوں کی ضمانت دو۔ مَیں بحیثیت خلیفۃ اللہ تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں تمہیں دوزخ کی آگ سے بچنے کا طریق بتاتا ہوں۔ وہ دو چیزیں جن کی ضمانت تم سے طلب کرتا ہوں۔ ان میں سے ایک زبان اور دوسری شرمگاہ ہے۔ بخاری میں ہے۔

عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من یضمن لی ما بین لحییہ وما بین رجلیہ اضمن لہ الجنۃ

حضرت سہل بن سعد سے روایت ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اپنی زبان اور شرمگاہ کا ضامن ہو جاتے ہیں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں (بخاری کتاب الاستئذان)

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے زبان کی ضمانت دو۔ زبان صرف وہی کہے جو درست ہو زبان اس طرح سے بولے کہ اسکے بول میٹھے معلوم ہوں۔ زبان اسی کی حمد کرے جو حمد کا مستحق ہے۔ زبان اسی کی کبریائی کرے جو اکبر ہے۔ زبان کسی کی غیبت نہ کرے۔ کسی کی ذلت کے الفاظ نہ نکالے۔ زبان دکھ دینے والے الفاظ نہ بکے۔ زبان لغو باتیں نہ کرے کہ زبان کے اس طرز عمل سے انسان کو دونوں عالمین کی جنت کی آدھی ضمانت حاصل ہو جاتی ہے۔ یہ کتنا سستا سودا ہے نہ کوئی جان کی قربانی ہے نہ جسم کی قربانی ہے۔ نہ مال کی قربانی ہے۔ صرف چھوٹی سی زبان کے کنٹرول سے انسان اپنی زندگی کے مقصد کو پا لیتا ہے۔ ایک نادار اور نحیف انسان جو

چلنے سے عاری ہو وہ بستر پر بیٹھ کر الحمد للہ کہہ کر خدا کے دربار میں حاضر ہو سکتا ہے۔ ایک غریب اور بےکس انسان زبان سے سبحان اللہ کہہ کر خدا کے دربار میں حاضر ہو سکتا ہے۔ ظاہری علوم سے بے بہرہ اور بظاہر جاہل انسان جسے دنیا حقیر سمجھے وہ سبحان اللہ کہہ کر خدا کے دربار میں حاضر ہو سکتا ہے۔ وہ کام میں منہمک مزدور جس کے ہاتھ پتھر کوٹ کر سخت ہو گئے ہوں۔ وہ زبان سے اللہ اکبر کہہ کر شاہنشاہوں کے شاہنشاہ کے دربار میں رسائی حاصل کر سکتا ہے۔ وہ مسافر جو اپنے کسی ذاتی فائدہ کے لئے سفر کر رہا ہو چلنے کے ساتھ اسی زبان سے اپنے ربّ اعلیٰ کی کسی صفت کا ورد کر کے رحیم و کریم خدا کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔

اس چھوٹی سی زبان کی کتنی قیمت ہے کہ اس کے ٹھیک طور پر ہلانے سے انسان کہاں سے کہاں جا پہنچتا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ عام طور پر نسل انسانی نے زبان کی اہمیت کا احساس نہیں کیا۔ زبان ہی ہے جو اس دنیا کے گھروں میں، شہروں میں، ملکوں میں اور دنیا میں آگ لگاتی پھرتی ہے اور اپنے خالق کو بھی ناراض کرتی رہتی ہے۔ میاں بیوی کے تعلقات میں زبان بہت اہم کردار ادا کرتی ہے۔ بعض دفعہ بیوی یا میاں سخت الفاظ نکال دیتا ہے تو اگر میاں یا بیوی اس کا جواب میٹھی زبان سے دے دے تو نہ یہ کہ بات آگے بڑھ کر گھر کا چین برباد نہیں کرتی بلکہ میاں بیوی کے میٹھے بول ان میں مزید محبت کا موجب بن جاتے ہیں۔ ماں باپ کی اطاعت میں اگر زبان میٹھے بول بولے تو ماں باپ کی شفقت اور مزید دعاؤں کے حصول کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ افسر اگر میٹھے بول سے ملازم کو توجہ دلائے تو ملازم کام میں زیادہ دلچسپی لیتا ہے اور پھر زبان ہی وہ ذریعہ ہے جو خاندانوں میں، شہروں میں ملکوں میں اور پھر بین الاقوامی تعلقات میں محبت والفت پیدا کر سکتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے پھر یہی فرمایا ہے۔ خذوا الرفق۔ الرفق۔ فان الرفق راس الخیرات کہ نرمی کرو نرمی کرو کیونکہ نرمی ہر چیز کے لئے سر کا حکم رکھتی ہے۔ اور نرمی کا اظہار زبان سے ہی ہوتا ہے۔

پھر غور کرنے کی بات یہ بھی ہے کہ جب یہ زبان اپنے کسی غیر حاضر بھائی کی برائی بیان کرتی ہے تو آخر اسے کیا ملتا ہے۔ جب وہ بے موقعہ سخت الفاظ نکالتی ہے تو اسے کیا مزا آتا ہے۔ جب وہ کسی کا نام رکھتی ہے تو اسے کونسا سرور حاصل ہوتا ہے۔ آخر انسان گناہ کرتا ہے تو کسی مقصد و مدعا اور مزہ کے لئے ہی کرتا ہے۔ لیکن یہ گناہ کیسا بے مزہ بلکہ کڑوا ہے کہ زبان ذرا سی غلط ہلا کر انسان کو رحمت خداوندی سے کوسوں دور لے جاتی ہے۔ اسی لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مزید تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنهما عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال المسلم من سلم المسلمون بلسانہ و بیدہ۔

(بخاری کتاب الایمان)

کہ مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان محفوظ رہیں۔

الغرض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی رحمت سے اپنی ہمدردی سے۔ اپنی شفقت سے اور اپنی اس محبت سے جو آپ کو نسل انسانی سے تھی اور جس کی گہرائی اور وسعت کا لفظ بلکہ کسی اور آدم زاد کے لئے ممکن نہیں، ایک معمولی سے نسخہ سے ہمیں خدا کے دربار میں لا کھڑا کیا ہے۔ آنحضور کی آمد کے بعد سے اب جنگلوں میں جانے کی ضرورت نہیں۔ جسم کو ہلاک کرنے کی ضرورت نہیں۔ دنیا کو تیاگ دینے کی ضرورت نہیں۔ اس دنیا میں رہتے ہوئے اپنے والدین بہن بھائیوں میں رہتے ہوئے بیوی بچوں کے ساتھ زندگی گزارتے ہوئے اور دنیا کماتے ہوئے صرف زبان کے صحیح استعمال سے رب العالمین کا قرب حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اور دونوں جہان کی آگ سے محفوظ رہا جا سکتا ہے۔ کیا یہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رحمۃ للعالمین ہونے کی ایک روشن دلیل نہیں کہ آپ نے نسل انسانی کو اس آسان طریق سے اپنے رب کا قرب عطا کر دیا ہے۔ ہم تسلیم کرتے ہیں کہ پہلے انبیاء و مصلحین نے بھی زبان کے متعلق تعلیم دی ہے۔ لیکن ان میں سے کسی نے بحیثیت خلیفۃ اللہ ہونے کے ہمیں یہ ضمانت بھی دی ہے کہ تم اگر زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کرو گے تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دونگا۔ اور پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف زبان سے ہی تعلیم نہیں دی بلکہ اپنے ذاتی نمونہ سے اس تعلیم کو کمال پر پہنچایا ہے۔ آپ کے ساتھ رات اور دن گزارنے والے صحابیات و صحابہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ کوئی شیریں زبان نہ تھا۔ آنحضرتؐ سے زیادہ سچ بولنے والا راستگو اور کوئی نہ تھا۔ آنحضرتؐ سے زیادہ آہستگی اور سکون سے بات کرنے والا اور کوئی نہ تھا۔ آنحضرتؐ ہر اس قول سے اجتناب فرماتے جس سے کسی کو تکلیف پہنچ سکتی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کسی غیر حاضر شخص کی کسی برائی کو بیان نہ فرماتے یہاں تک کہ آنحضورؐ کے دشمن بھی حضور میں یہی خوبیاں تسلیم کرتے ہیں۔ نمونۃً جارج سیل کے ترجمۃ القرآن میں لکھا ہے:۔

They say he was a person of few words, of an equal cheerful temper, pleasant and familiar in Conversation of inoffensive behaviour towards his friends, and of great Condescension towards his inferiors. To all which were joined a comely agreeable person,

and a polite address ....

(ترجمہ) آپ کے مورخین آپ کے متعلق لکھتے ہیں کہ آپ مختصر کلام فرماتے۔ چہرہ پر مسکراہٹ کھیلتی رہتی۔ گفتگو میں خوش بیان اور بے تکلف۔ اپنے دوستوں کے جذبات کا احترام کرتے اور ماتحتوں سے بہت نرمی کا سلوک فرماتے۔ ان تمام اخلاق کے ساتھ آپ نہایت پرکشش اور پسندیدہ شخصیت کے مالک تھے۔ اور نہایت شیریں کلام فرماتے۔

جب آپ کی زبان اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتی۔ تو آپ کے چہرہ سے ایسا معلوم ہوتا کہ حضور کی روح اور جسم بھی خالقِ کون ومکان کی تسبیح و تحمید کر رہے ہیں۔ آپ کی زبان ہر اس موقعہ کی تلاش میں رہتی۔ جس میں وہ اپنے مالک کی بزرگی بیان کر سکے۔ صبح اٹھتے تو زبان خدا کا نام لیتی۔ وضو کرتے تو زبان خدا کی توحید کا اعلان کرتی۔ نماز تو ہے ہی تسبیح و تحمید، تکبیر کا مجموعہ۔ سجدہ میں جاتے تو زبان اپنے رب کی تسبیح کرتی اور کہتی سجدت لک روحی وجنانی۔ گھر سے نکلتے تو زبان خدا کا نام لیتی۔ مسجد میں داخل ہوتے تو زبان خدا کی رحمت کی طالب ہوتی۔ احباب میں بیٹھتے تو زبان استغفار کرتی۔ بازار میں گزرتے تو زبان خدا سے استعانت طلب کرتی۔ کھانا کھاتے تو زبان خدا کی حمد کرتی۔ نیا کپڑا پہنتے تو زبان خدا کی تعریف کرتی۔ آئینہ دیکھتے تو زبان مصوّرِ حقیقی کی تعریف کرتی۔ سونے لگتے تو زبان جسم و روح کو خدا کے حوالے کرتی۔ کوئی ایسا موقعہ نہ آتا جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سید ولد آدم۔ خیر المرسلین اور خاتم النبیین کی زبان اپنے محبوب آقا اور معشوق حقیقی کی کسی نہ کسی طرح تعریف نہ کرتی۔ ہمارے آقا جس پر ہماری جانیں نثار ہوں نے اپنی زبان مبارک سے ایک مکمل اور جامع نمونہ پیش فرمایا کہ زبان جو خدا کی عطا کردہ نعمت ہے اس سے کس طرح نہایت آسانی سے خدا کا قرب حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کس طرح اس دنیا میں اور اگلے جہان میں بھی جنت کی ضمانت حاصل کی جا سکتی ہے۔ اور یہ کام محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کا ہی ہے جو رحمۃ للعالمین بن کر آئے اور سارے عالمین پر رحمت کی بارش برسا گئے اور مزید بارشوں کا سامان کر گئے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اِنَّكَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ؞

درخواستِ دُعا مکرم و محترم چوہدری محمد اکرم صاحب حیدر آباد سندھ دل کے عارضہ سے بیمار ہیں۔ ڈاکٹروں نے مکمل آرام کا مشورہ دیا ہے۔ احباب سے ان کی صحت کاملہ کے لیے دعا کی درخواست ہے۔

حج بیت اللہ کی سعادت

(مکرم محمد علی صاحب فیضی لاہور)

تقریباً ۳۰، ۱۹۳۱ء میں خواب میں دیکھا کہ میں مدینہ منورہ میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے دردولت کے آگے کھڑا ہو کر السلام علیکم عرض کر رہا ہوں۔ اس خواب کی تعبیر یہ ہے کہ ۲۹ ردسمبر ۱۹۷۳ء کو شاہین ایکسپریس ٹرین کے ذریعہ کراچی پہنچا۔ ہمارا جہاز دو تین بجے کراچی سے روانہ ہوا۔ ہر طرف سے یہی آواز آ رہی تھی خدایا بیڑا پار لادے۔ ۱۳۰ردسمبر ۱۹۷۳ء کو جدّہ کے نزدیک پہنچا تو جہاز میں اعلان ہوا کہ تمام عازمین حج احرام باندھ لیں۔ مَیں نے بھی احرام باندھ لیا۔ اور ذکر الٰہی میں مشغول ہو گئے۔ پانچ بجے شام جہاز جدّہ پہنچ گیا اور پھر سب حاجی جہاز سے اترے اور سامان بھی قلیوں نے اتار دیا۔ صبح ہم بس میں بیٹھ کر تقریباً دو بجے بعد دوپہر مکہ مکرمہ حاضر ہو گئے۔ معلّم کے ہاں سے پہلے ہم نے کھانا کھایا۔ وہاں ہمیں برادرم مولوی شریف صاحب مل گئے۔ وہی ہمارا سامان سر پر اٹھا کر لے گئے۔ پھر ہمیں ساتھ لے جا کر خانہ کعبہ کے طواف کروائے اور صفا و مروہ کے طواف کروائے۔ مروہ کا طواف کرتے وقت مروہ پہاڑی کے سات چکر لگاتے ہیں۔

خانہ کعبہ کی زیارت

جس وقت ہم نے خانہ کعبہ دیکھا تو اس وقت وہی دعا جو حضرت خلیفہ اول رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے کی تھی یاد آگئی کہ اے خدایا یہ تیرا پاکیزہ گھر ہے اس کی مَیں اس وقت زیارت کر رہا ہوں۔ مَیں تو تیرے در کا ہر وقت سوالی ہوں۔ مَیں تو یہ دعا تیری درگاہ میں کر رہا ہوں کہ جو بھی دعا کروں وہ اپنے فضل سے قبول فرمائیو۔ طواف کرنے کے بعد ہم واپس آئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق سر منڈوایا احرام کھول دیئے کپڑے بدل لئے۔ دو دن مکہ مکرمہ میں گزارنے کے بعد ہم مدینہ منورہ جانے کے لئے تیار ہو گئے مکہ مکرمہ سے مدینہ شریف ۲۱۰ میل ہے۔ ایک منی بس میں دس دس ریال فی کس کے حساب سے کرایہ جو ہمارے ہاں تیس روپے فی کس بنتے ہیں، سڑک بالکل صاف ہے۔ ڈرائیور بہت ہوشیار ہیں۔ بس میں کوئی دھکا وغیرہ نہیں لگتا۔ صبح آٹھ بجے سوار ہو کر ہم مدینہ منورہ شام ۵ بجے پہنچ گئے۔ وہاں کے معلّم کے پاس

پاسپورٹ جمع کرائے۔ وہاں پانچ حاجیوں نے ایک مکان ۱۰۰ ریال کرایہ پر لیا۔ وہاں ہم دس دن ٹھہرے اور دس دنوں میں چالیس نمازیں ادا کیں۔ وہاں ایک مقام ہے جسے ریاض الجنت کہتے ہیں۔ یہ وہ مبارک مقام ہے جہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نماز پڑھایا کرتے تھے۔ اس مقام پر لوگ ایک دوسرے کے اوپر گرتے ہیں۔ سب بڑی مشکل سے نماز نفل ادا کرتے ہیں۔ وہاں دھکا بہت لگتا ہے۔ پھر ہم نے روضہ مبارک رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر بعض احمدی احباب جنہوں نے فرمایا تھا کہ ہمارا اسلام رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے روضے تک پہنچا دینا ان سب کا سلام پہنچایا اور درود شریف پڑھا اور دعا کی۔ وہاں جا کر یہ نظارہ نظر آتا ہے۔ جو ہمارے پنجاب میں گایا جاتا ہے۔

تیری خیر ہووے پہریدارا روضے دی جالی چُم لین دے

پھر ہم مسجد قبا گئے وہاں پر نفل پڑھے۔ اس کے بعد مسجد قبلتین گئے۔ وہاں پر نفل ادا کئے۔ پھر ہم جنگِ اُحد کے میدان میں گئے وہاں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تھے وہاں دعا کی۔ پھر ہم جنت البقیع میں گئے وہاں پر عورتوں کا داخلہ بند ہے۔ وہاں صحابہ کرامؓ کی قبروں پر دعائیں کیں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرؓا اور حضرت عثمانؓ اور دیگر صحابہؓ کی قبریں ہیں۔ نیز دائی حلیمہ کی بھی۔ وہاں قبروں پر کوئی کتبہ وغیرہ نہیں۔ اس کے بعد ہم مدینہ منورہ گئے۔ یہاں سڑکیں صاف ہیں۔ دس دس پندرہ پندرہ منزلوں کے مکان ہیں کاریں ٹیکسیاں لاریاں بے شمار ہیں۔ لوگ بڑے خوشحال ہیں۔ صاف ستھرا لباس ہے۔ مدینہ منورہ کا سارا شہر ہم نے اس لئے دیکھا کہ یہ ہمارے آقا و مولے حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا شہر ہے

مکہ مکرمہ میں واپسی

پورے دس دن مدینہ منورہ میں گزارنے کے بعد ہم یکم ذوالحج کو واپس مکہ مکرمہ چلے آئے۔ آٹھ تاریخ کی صبح کو حج کے ارکان پورے کرنے کے لئے منیٰ میں چلے گئے۔ یہ مقام مکہ مکرمہ سے تقریباً ۳ میل کے فاصلہ پر تھا۔ معلّم بسوں پر حاجیوں کو وہاں پہنچاتے ہیں۔ کافی حاجی پیدل بھی جاتے ہیں۔ وہاں معلّموں نے اپنے حاجیوں کے لئے خیموں کا انتظام کیا ہوا ہوتا ہے۔ وہاں ہر قسم کا انتظام ہوتا ہے۔ آٹھ تاریخ کا سارا دن اور نو کی رات وہاں گزارنے کے بعد ۹ ذوالحج کی تاریخ کو عرفات کے میدان میں چلے جاتے ہیں۔ یہ حج کا دن ہوتا ہے سارا دن وہاں گزارا جاتا ہے۔ ذکر الٰہی کیا جاتا ہے۔ ہر ایک کی زبان پر یہی ہوتا ہے کہ خدایا حج قبول فرما۔ مقام عرفات میں بھی معلّموں کے خیمے ہوتے ہیں۔ سارا دن یہاں گزارنے کے بعد شام کو مغرب کی نماز پڑھنے مزدلفہ کے میدان میں جانا ہوتا ہے۔ وہاں کوئی خیمہ نہیں ہوتا کھلا میدان ہوتا ہے۔

جہاں کوئی حاجی چاہے ڈیرا لگا لے۔ اس جگہ سے کنکریاں شیطان کو مارنے کے لئے اکٹھا کرتے ہیں۔ یہ جگہ دو پہاڑیوں کے درمیان میں ہے۔ جمعہ کی رات تھی۔ میں یہ خیال کرتے ہوئے کہ حج کا مبارک دن بھی ہے اور جمعہ کی مبارک رات بھی ہے کچھ دیر آرام کرنے کے بعد نماز تہجد کے لئے اٹھا وضو کیا اور اپنے بستر پر میں نے نفل پڑھنے شروع کئے۔ دل میں زور کی تحریک ہوئی۔ اور دعاؤں شروع کی۔ سجدہ میں نہایت ہی گریہ و زاری سے یہ التجا کی۔ اے میرے محسن آقا مجھے بتادیجئے کہ میرا حج قبول ہوا ہے یا نہیں۔ جب میں نے دعا کو اپنے خیال کے مطابق اختتام پہنچا دیا۔ تو سجدہ میں مجھ پر کشفی حالت طاری ہوگئی۔ میں نے دیکھا کہ میرے سامنے شہزادہ طیب جان صاحب ابن شہزادہ عبد اللطیف صاحب شہید کھڑے ہیں۔ اور اس وقت ان کا لباس بہت صاف ستھرا ہے اور مسکرا رہے ہیں۔ پھر انکی شکل نظر سے غائب ہوگئی اور میرے سامنے حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ آئے۔ ان دونوں نورانی شکلوں کو دیکھ کر خیال کیا کہ میرا حج قبول ہے۔ اور مجھے سکون حاصل ہوا۔ الحمد للہ۔ صبح ۱۰ ذوالحج کو پھر ہم منیٰ کے میدان میں واپس آ گئے۔ وہاں اتنا رش تھا کہ میرے بائیں پاؤں کے انگوٹھے کا ناخن اتر گیا اور خون بہنے لگا۔

منیٰ میں ورود

منیٰ میں آکر میں اور مولوی شریف صاحب قربان گاہ پہنچے۔ وہاں سے قربان گاہ کا نظارہ یہ تھا اس میدان میں لاکھوں بکرے گائے ذبح کئے جارہے تھے۔ ہم نے ایک بکروں کے بیوپاری سے چار بکرے تین سو ریال میں خریدے جو ہمارا ۹۰۰ روپیہ بنتا ہے۔ بکرے کا وزن ۵ یا ۶ سیر تھا۔ ہم نے چاروں بکرے ذبح کئے۔ اور سنت نبوی کے مطابق سر منڈوائے۔

بارہ ذوالحج

بارہ ذوالحج کو عصر کے وقت جیسا کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بارہ ذوالحج کو ایسے وقت میں کوچ کیا جائے۔ کہ سورج ہوتے ہی حدود سے نکل کر مکہ مکرمہ کی حدود میں داخل ہو جائے ہمیں سواری تو نہ ملی۔ اپنا سامان اٹھا کر ہم پیدل ہی خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ مکہ مکرمہ کی حدود میں داخل ہو گئے۔ ہمیں وہاں ایک سرکاری بس مل گئی۔ اس کا نچلا حصہ تو ایرانیوں سے بھر گیا تھا ہم جلدی جلدی چھت کے اوپر بیٹھ گئے۔ راستے میں سب حاجی بخشش مانگتے چلے گئے اور ہم سب حج کے ارکان پورے کرکے خدا تعالےٰ کے فضل و کرم سے مکہ مکرمہ اپنے مکان پر پہنچ گئے۔

مولوی امینی صاحب سے ملاقات

ایک روز ہم کسی متبرک مقام سے ہوکر واپس آرہے تھے کسی بزرگ نے مولوی محمد شریف صاحب سے فرمایا تھا تمہارا نام محمد شریف ہے اور تم گوجرانوالہ کے رہنے والے ہو۔ تب انہوں نے کہا کہ میں محمد شریف امینی ہوں اور ریٹیں قادیان کا مبلغ ہوں اور بمبئی سے حج کرنے کے لیئے آیا ہوں۔ ہم نے ان سے مصافحہ کیا اور خوب خوشی سے ملے۔ امینی صاحب نے فرمایا میری ہمشیرہ لنڈن سے حج کے لئے آئی ہوئی ہے۔ میں اور ہمشیرہ ایک مکان میں رہتے تھے۔ میری ہمشیرہ آج مدینہ منورہ چلی گئی ہے اور میں اکیلا ہوں۔ میں نے رات دعا کی تھی کہ مجھے احمدی ساتھی ملا دے الحمد للہ میری دعا قبول ہوگئی۔ ہم نے مولوی صاحب کی خدمت میں پیشکش کی کہ جتنے دن آپ یہاں ہیں ہمارے ہاں کھانا کھایا کریں۔ امینی صاحب نے قبول فرما لیا۔ وہ ہمارے ہاں کھانا تناول فرماتے رہے۔

رات کے ایک بجے حرم میں۔

میں اور مولوی صاحب رات کے ایک بجے اٹھتے۔ مولوی صاحب خود چائے پکاتے آپ بھی پیتے اور مجھے پلاتے۔ پھر ہم دونوں خانہ کعبہ جاتے۔ پہلے طواف کرتے، پھر آب زمزم خوب سیر ہوکر پیتے۔ خانہ کعبہ سے چمٹ کر ہم دعا کرتے اور مقام ابراہیم پر بھی دعا کرتے۔ پھر ہم حرم شریف کے کونے میں جاکر نماز با جماعت آٹھ نفل ادا کرتے۔ پھر وتر پڑھتے۔ اس کے بعد ہم مولوی صاحب کے مکان میں آکر فجر کی نماز با جماعت پڑھتے۔ پھر مولوی صاحب بمبئی چلے گئے۔ مولوی صاحب نے ہم پر ایک مہربانی یہ کی کہ منیٰ، عرفات اور مزدلفہ کی مساجد میں نفل ادا کروائے۔ اور مسجد الحرام میں بھی نفل ادا کئے۔ جس میدان میں ابرہہ تباہ ہوا تھا وہ میدان بھی دکھایا۔ اور مولوی محمد شریف صاحب مکہ مکرمہ کی گلیوں اور بازاروں میں خوب پھرتے اور دعائیں کرتے اور بار بار حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی جائے پیدائش والے مکان میں جاتے اور دعا کرنے کا موقعہ ملا۔ ہم نے حضرت فاطمہؓ کا مکان بھی دیکھا وہ بند تھا اور اس کے باہر ہی دعا کی۔ پھر ہم نے حضرت بلالؓ کی مسجد دیکھی جو ۲۷۰ سیڑھی کی بلندی پر ہے۔ اس میں بھی نفل ادا کئے اور دعا کی۔ اسکے پاس ہی ایک چھوٹا سا چبوترا ہے جہاں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے چاند کو دو ٹکڑے کرنے کا معجزہ دکھایا تھا۔ پھر ہم نے حضرت ابوبکرؓ کے مکان کو دیکھا۔ مکان کے نیچے دکانیں ہیں اوپر مسجد ہے۔ وہاں بھی ہم نے دعائیں کیں۔ میں اور مولوی محمد شریف صاحب حرم شریف جاتے خوب رو رو کر دعائیں کرتے۔ اور تلاوت کرتے۔

غارِ ثور

پھر ایک دن ہم آٹھ نو احمدی مل کر غارِ ثور کی پہاڑی پر چڑھے محمد شریف صاحب کی والدہ اور بیوی

ایسے کمزور تھیں وہ نیچے بیٹھی رہیں وہ اتنی چڑھائی پر ہے کہ ہم دو گھنٹے میں اوپر چڑھے۔ غار ثور میں تین آدمی بیٹھ
کر نماز پڑھ سکتے ہیں۔ بہت بڑی تعداد میں مرد و زن بیٹھے تھے۔ باری باری وہاں جا کر دو دو نفل ادا کئے۔
جو بڑے مختصر تھے۔ باہر سے آوازیں آتیں کہ جلدی کرو جلدی کرو۔ اتنی چڑھائی ہے۔ میں جب نیچے اترا تو
لیٹ کر ہی آیا۔ نیچے اترا تو میرے منہ سے نکلا یا تو رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا کے فرشتے اٹھا
کر لے جاتے تھے۔ یا پھر خدا کا فضل تھا کہ حضور میں اتنی طاقت تھی۔ ایک دن ہم غار حرا جس کو جبل
رحمت کہتے ہیں گئے یہ مقام بھی بڑی بلندی پر ہے۔ اس میں ایک آدمی کھڑا ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے۔ اور
ایک بیٹھ کر اس مقام میں ہم نے باری باری نفل ادا کئے۔ وہاں ساڑھے بارہ بجے دوپہر کا وقت ہو گیا تھا

حجر اسود کو چومنے کی سعادت

خانہ کعبہ کے گرد طواف کرنے کا ہجوم دن کے وقت ہزاروں کی تعداد میں ہوتا تھا اور رات کو سینکڑوں
کی تعداد میں اس شمع کے گرد پروانے ۲۴ گھنٹے گھومتے رہتے ہیں۔ مجھے اس مبارک حجر اسود کا بوسہ بہت
کم لینے کا موقعہ ملا تو میں نے سوچا کوئی ایسا وقت نکالنا چاہیئے جس میں طواف کیا جائے اور بوسہ لیا جائے چنانچہ
میں رات کے ایک بجے مسجد حرم شریف پہنچتا اور وضو کر کے سب سے پہلے حجر اسود کا بوسہ لیتا پھر
سات چکر کاٹتا اور پھر حجر اسود کا بوسہ لیتا۔ اس وقت سینکڑوں آدمی وہاں نظر آتے تو پھر میں اس مبارک
دروازہ کے ساتھ چمٹ کر دعا کرتا۔ پھر مقام ابراہیم میں دو دو نفل ادا کرتا۔ پھر میں آب زمزم خوب سیر ہو کر
پیتا پھر میں ایک کونے میں جا کر نماز میں دعا کرتا۔ ایک دن میں نے سوچا کہ آج میں نے بیس چکر اور سات بوسے لینے
ہیں۔ ایک اور رات بھی سات ہی بوسے لئے۔ اس طرح بائیس دنوں میں پچاس دفعہ حجر اسود کا بوسہ لیا۔ خدا تعالیٰ
قبول فرمائے طواف کرتے وقت وہاں لوگوں کا یہ حال ہوتا تھا کہ چاروں طرف سے لوگ دھکے پر دھکا مارتے۔
لیکن کتنا مزہ تھا ان دھکم پیل میں اور کیا لطف تھا ان تکالیف میں۔

وطن کو واپسی

پھر ہم میاں بیوی دوبارہ جدہ واپس آ گئے اور جدہ آ کر ہم نے اماں حوا کی قبر پر دعا کی۔ جدہ۔ مکہ مکرمہ
اور مدینہ منورہ میں ٹیکسیوں، کاروں اور لاریوں کا کوئی شمار نہیں ہے۔ ڈرائیور بہت ہوشیار ہیں۔ جب ہم
سٹرک پار کرنی ہوتی ذرا ہاتھ کھڑا کرتے ڈرائیور وہیں ٹھہر جاتا اور ہم سٹرک پار کرتے۔ پھر وہ گاڑی چلاتے
اس کے بعد ہم ۲۸ مارچ ۱۹۶۴ء کو سفینہ جہاز کے ذریعہ کراچی روانہ ہو گئے۔ میرا لڑکا لطیف احمد لینے کے لئے
بندرگاہ پر پہنچا ہوا تھا۔ اسی طرح آتے وقت شیخ بشیر احمد صاحب پراچہ اور شیخ مبارک احمد صاحب مبلغ سلسلہ نے
ہماری بڑی امداد کی۔ شکر ہے اس ذات کا جس نے مجھے اور میری بیوی کو حج کی سعادت سے نوازا۔

مساعی مجالس انصار اللہ

تین رُوح پرور اجتماع

مجلس کراچی نے ایک اجتماع مارچ میں حلقہ عزیز آباد میں اور دوسرا اجتماع اپریل میں حلقہ مارٹن روڈ میں منعقد کیا۔ ہر دو اجتماع بہت کامیاب تھے۔ حلقہ عزیز آباد کے اجتماع میں مرکزی نمائندہ مولوی عبد السلام صاحب طاہر مربی کراچی تھے۔ جبکہ حلقہ مارٹن روڈ کے اجتماع پر محترم مولانا ابو العطاء صاحب نائب صدر مجلس انصار اللہ مرکزیہ نے بنفس نفیس شرکت فرمائی۔ حلقہ عزیز آباد کے اجتماع کے پانچ اجلاس ہوئے۔ اس اجتماع کا افتتاح مکرم مولوی عبد السلام صاحب مربی سلسلہ نے پُر جوش ایمان افروز خطاب فرمایا۔ آپ کی تقریر کے بعد مکرم چوہدری عبد المجید صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ کراچی نے "من انصاری الی اللہ۔ نحن انصار اللہ" کے موضوع پر حاضرین سے خطاب فرمایا۔ آپ کے بعد مکرم قریشی محمد اسد صاحب نے آئندہ صدی اسلام کے پھیل جانے کی صدی ہے (نصرت جہاں آگے بڑھو سکیم کی روشنی میں) کے عنوان پر تقریر فرمائی۔

دوسرا اجلاس مکرم و محترم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی صدارت میں ہوئی۔ جس میں مکرم چوہدری ظفر اللہ خان صاحب صدر جماعت احمدیہ حلقہ دستگیر سوسائٹی اور مولوی عبد الحمید صاحب صدر حلقہ عزیز آباد۔ کیپٹن سید افتخار حسین صاحب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ ضلع کراچی۔ ملک مبشر احمد صاحب اور مکرم عبد الحی صاحب مربی سلسلہ کراچی نے خطاب فرمایا۔ محترم عبد الرحیم صاحب مدہوش نے اپنا منظوم کلام پیش فرمایا۔ اس اجلاس کا اختتام امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی مکرم چوہدری احمد مختار صاحب کی تقریر سے ہوا۔

تیسرا اجلاس چوہدری شریف احمد صاحب وڑائچ نائب زعیم اعلیٰ مجلس انصار اللہ علاقہ ناظم آباد کی صدارت میں ہوا۔ جس میں مکرم عبد الحی صاحب مربی نے قرآن مجید کا درس۔ چوہدری صغیر احمد صاحب وڑائچ نے حدیث اور الحاج ملک جمیل احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس دیا۔

چوتھا اجلاس کیپٹن سید افتخار حسین صاحب زعیم اعلیٰ ضلع کراچی کی صدارت میں ہوا جس میں پروگرام "یوم مسیح موعودؑ" کے ضمن میں مکرم مولوی عبد السلام صاحب طاہر نے "بزرگان سلسلہ کے چند کشوف و رؤیا حضرت مسیح موعود کے فیضان کے طفیل" کے موضوع پر ایک واقعاتی اور معلوماتی تقریر کی۔ اس کے بعد انصار اللہ کا تقریری مقابلہ ہوا۔ جس میں مکرم حکیم عطا اللہ صاحب زریں رقم اوّل اور ملک محمد احمد صاحب حیدر آباد دوم قرار پائے۔ اس کے بعد

مقابلہ حسن قرأت ہوا جس میں تمر داؤد کھوکھر اوّل اور مکرم محمد یامین صاحب دوم قرار پائے۔ اطفال کے نظم خوانی کے مقابلہ میں وحید احمد ابن چوہدری اعجاز احمد صاحب اول قرار پائے۔ اور ظہیر الدین عباسی ابن بشیر الدین صاحب عباسی نے دوم پوزیشن حاصل کی۔

پانچواں اجلاس مکرم مولوی عبدالسلام صاحب طاہر نمائندہ مرکزیہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ اس میں راجہ بشیر احمد مظفر صاحب نے "موجودہ سائنسی ایجادات قرآن کریم کی روشنی میں" کے موضوع پر خطاب فرمایا۔ ازاں بعد دوستوں کے مختلف سوالات کے جوابات مکرم چوہدری احمد مختار صاحب، مکرم مولوی عبدالسلام صاحب، مکرم مولوی عبدالحی صاحب مربی نے دیئے۔ اس کے بعد انعامات تقسیم ہوئے اور اجتماع مرکزی نمائندہ مکرم مولوی عبدالسلام صاحب طاہر کے خطاب اور دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

مجلس مارٹن روڈ کراچی کا اجتماع

۲۶-۲۷ اپریل کو مسجد مارٹن روڈ میں بعد نماز عصر مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب کی زیر صدارت شروع ہوا۔ تلاوت قرآن پاک اور دعا کے بعد محترم مولوی عبدالمجید صاحب زعیم اعلیٰ حلقہ ہذا نے رپورٹ پیش فرمائی۔ جس پر مولانا ابوالعطاء صاحب نے خوشنودی کا اظہار فرمایا اور افتتاحی خطاب فرمایا۔

دوسرا اجلاس کیپٹن افتخار حسین صاحب ناظم انصار اللہ ضلع کراچی کی صدارت میں شروع ہوا جس میں انصار اللہ کا تقریری مقابلہ، خدام کے درمیان حسن قرأت کا مقابلہ اور اطفال میں نظم خوانی کا مقابلہ ہوا۔

تیسرا اجلاس۔ مغرب اور عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد میجر شمیم احمد صاحب نائب امیر جماعت احمدیہ کراچی کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں مکرم مولوی عبدالسلام صاحب طاہر نے "آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ" کے عنوان پر محترم امیر جماعت احمدیہ کراچی نے "تکمیل شریعت بذریعہ قرآن مجید" کے موضوع پر اور نمائندہ مرکزیہ مکرم و محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے "فیضان ختم نبوت" کے موضوع پر بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ اس اجلاس کی کارروائی ۹ بجے شب اختتام پذیر ہوئی۔

چوتھا اجلاس بروز اتوار بعد نماز فجر ہوا جس میں قرآن مجید کا درس مولوی عبدالمجید صاحب زعیم اعلیٰ حلقہ ہذا نے حدیث کا درس مکرم مولوی نواب دین صاحب نے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا درس مکرم مولوی عطاء الرحمٰن صاحب طاہر نے دیا۔

پانچواں اجلاس امیر صاحب جماعت احمدیہ کراچی مکرم چوہدری احمد مختار صاحب کی صدارت میں ہوا۔ جس میں کرنل ایم اے سعید صاحب نے "اسلام امن وسلامتی کا علمبردار ہے" نعیم احمد خان صاحب نے "احمدی نوجوانوں کی ذمہ داریاں" مکرم چوہدری

فیاض احمد صاحب نے "اسلام کا اقتصادی نظام" ڈاکٹر احسان الحق صاحب نے "صحت جسمانی کی اہمیت"، راجہ بشیر احمد صاحب مظفر نے "اسلام و سائنس" اور مکرم میاں عبدالحی صاحب نے "احمدی نوجوانوں کے کردار" کے موضوع پر تقاریر فرمائیں۔ اس کے بعد سوالات کے جوابات محترم مولانا ابوالعطاء صاحب نے دیئے جنہیں حاضرین نے گہری دلچسپی اور توجہ سے سنا۔ اس اجتماع کا آخری اجلاس مکرم مولانا ابوالعطاء صاحب مرکزی نمائندہ کی صدارت میں منعقد ہوا۔ جس میں مکرم کیپٹن افتخار حسین صاحب نے "حفظ مراتب حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے عمل کی روشنی میں" مکرم مولوی عبدالسلام صاحب طاہر نے "عقائد جماعت احمدیہ" مکرم ملک سعید احمد صاحب نے "جماعت احمدیہ غیروں کی نظر میں" مکرم مولوی محمد عثمان صاحب چینی نے "چین کا اسلام سے تعلق" مکرم چوہدری احمد مختار صاحب امیر جماعت احمدیہ کراچی نے "انبیاء کی جماعتوں کے لئے ابتلاء اور قربانیاں" کے عناوین پر تقاریر فرمائیں۔

آخر میں مولانا ابوالعطاء صاحب نمائندہ مرکز نے "انصار اللہ کی ذمہ داریاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ کے خطبات کی روشنی میں" کے عنوان پر پُرمعارف تقریر فرمائی۔ آخر میں محترم مولانا نے انعامات تقسیم فرمائے اور دعا پر جلسہ کا اختتام فرمایا۔

مجلس انصار اللہ لاہور کی تقریب تشکرانہ

گزشتہ سال سالانہ کارکردگی کے لحاظ سے مجلس انصار اللہ اسلامیہ پارک لاہور تمام مجالس میں اوّل آئی تھی۔ مجلس کو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر اپنے دست مبارک سے علم انعامی عطا فرمایا تھا۔ مجلس کے زعیم چوہدری نصیر احمد صاحب ایک مخلص اور فدائی جوان ہمت رہے ہیں۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ کے اس انعام پر شکر ادا کرنے کے لئے ایک بابرکت تقریب منعقد کی۔ مرکز کی طرف سے مولانا ابوالعطاء صاحب نائب صدر کی زیر قیادت مرکزی وفد اس تقریب میں شامل ہوا۔ محترم مولانا صاحب کے ساتھ ملک محمد عبداللہ صاحب قائد مال و مکرم چوہدری محمد ابراہیم صاحب سیکرٹری برائے صدر، مکرم حبیب اللہ صاحب قائد تعلیم بھی تھے۔ مکرم محترم مرزا عبدالحق صاحب صوبائی امیر سرگودھا بھی نے بھی اس تقریب میں شرکت فرمائی۔ صبح نو بجے شروع ہو کر ایک بجے تک جلسہ کی کارروائی جاری رہی۔

امیر صاحب لاہور، ناظم صاحب مجلس انصار اللہ ضلع لاہور اور نائب امیر صاحب نے بھی اس بابرکت تقریب میں شرکت فرمائی۔ یہ بابرکت جلسہ مکرم و محترم صوبائی امیر صاحب کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت و عہد دہرانے کے بعد مرزا محمد رفیق صاحب نے نظم پیش کی۔ اس کے بعد چوہدری محمد اسحٰق صاحب منتظم عمومی نے مجلس کی سہ ماہی اوّل کی رپورٹ پڑھی۔ آپ کے بعد ملک محمد عبداللہ صاحب قائد مال، چوہدری محمد ابراہیم صاحب سیکرٹری برائے صدر مکرم

حبیب اللہ خان صاحب قائد تعلیم نے خطاب فرمایا۔ آخر میں مکرم و محترم مولانا ابو العطاء صاحب نے "انصار اللہ کی ذمہ داریاں" کے عنوان پر بصیرت افروز تقریر فرمائی۔

آخر میں صدر اجلاس مکرم مرزا عبد الحق صاحب نے مجالس کی مساعی پر خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ اراکین وفد کی خدمت میں زعیم اعلیٰ نے دوپہر کا کھانا اپنے مکان پر پیش کیا۔ گروپ فوٹو لیا گیا جو رسالہ ہذا کے ٹائیٹل پیج کے اندرونی صفحہ پر دیا جا رہا ہے۔ بعد دعا یہ تقریب ختم ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مجلس ہذا کو مزید خدمت سلسلہ کی توفیق عطا فرمائے۔ اور باقی مجالس کو بھی مسابقت کے جذبہ کے تحت آگے قدم بڑھانے کی توفیق عطا فرمائے۔

مجالس انصار اللہ سے ضروری گزارش

امتحانات کے سلسلہ میں بعض مجالس کی طرف سے بعد میں اطلاع آتی ہے کہ امتحان کے پرچے نہیں پہنچے یا کم تعداد میں موصول ہوئے۔ اس دقت کو رفع کرنے کا ایک ہی علاج ہے اور وہ یہ کہ جو مجالس امتحان میں شریک ہونے کا ارادہ رکھتی ہیں۔ وہ بروقت مرکزی دفتر کو پرچوں کی مطلوبہ تعداد سے مطلع کریں۔ پہلے بھی اس بارے میں اعلان ہوتا رہا ہے۔ لیکن توجہ نہیں کی گئی۔ اس لئے شکایت پیدا ہوتی ہے تمام مجالس کے عہدہ داران سے گزارش ہے کہ آئندہ اس بارے میں پابندی کریں۔ تاکہ ایسی صورت پیدا نہ ہو۔ امید ہے کہ وہ مرکز سے اس بارے میں پورا پورا تعاون کریں گے۔

(خاکسار:- حبیب اللہ خان قائد تعلیم)

گیسٹ ہاؤس انصار اللہ کے عطیہ دہندگان کے متعلق ضروری اعلان

تمام ناظمین اور زعماء اعلیٰ مجلس انصار اللہ سے گزارش ہے کہ انصار اللہ کے گیسٹ ہاؤس میں جن احباب نے تین صد روپیہ یا اس سے زیادہ رقم کا عطیہ دیا ہے۔ ان کے اسماء گرامی سے دفتر کو جلد سے جلد مطلع فرمائیں تاکہ عمارت کے ایک حصہ پر دعا کے لئے ان کے نام کندہ کرائے جائیں جو مجالس ایسی فہرستیں بھجوا چکی ہیں ان کے نام محفوظ ہیں وہ دوبارہ نہ بھیجیں۔ یہ کام جلد سر انجام دیکر ممنون فرمائیں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ

(ملک محمد عبد اللہ قائد مال مجلس انصار اللہ مرکزیہ ربوہ)

تجھے سب زور و قدرت ہے خدایا

تجھے دنیا میں ہے کس نے پکارا کہ پھر خالی گیا قسمت کا مارا

تو پھر ہے کسقدر اس کو سہارا کہ جس کا تو ہی ہے سب سے پیارا

ہؤا میں تیرے فضلوں کا منادی فسبحان الذی اخزی الاعادی

تجھے سب زور و قدرت ہے خدایا تجھے پایا ہر اک مطلب کو پایا

ہر اک عاشق نے ہے اک بت بنایا ہمارے دل میں یہ دلبر سمایا

وہی آرام جاں اور دل کو بھایا وہی جس کو کہیں رب البرایا

ہؤا ظاہر وہ مجھ پر بالایادی فسبحان الذی اخزی الاعادی

ٹائیٹل نصرت آرٹ پریس ربوہ میں چھپا۔